حیاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض گوشوں اور نیکی کی دعوت
کے لئے آپ کی خدماتِ جلیلہ پر مشتمل مدنی گلدستہ

پیارے مُرشِد

ماں کی ناراضی خدا کی ناراضی 12
راہِ خدا کا ننھا مسافر 17
بارگاہِ غوثیت میں نذرانۂ اعلیٰ حضرت 29
حضور غوثِ اعظم کا مدنی مقصد 38
فیضانِ غوثِ اعظم 43

پیش کش:
مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پیارے مرشد (۱)

دُرودِ پاک کی فضیلت

آسمانِ صَحابیت کے دَرَخشاں ماہتاب، نظامِ عدل کے روشن آفتاب، امیرُ المومنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ﴾ بے شک دُعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور ﴿لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ﴾ اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی (یعنی دُعا قبول نہیں ہوتی) جب تک تم اپنے نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔ (سُنَن الترمذی، کتاب الوتر، باب فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الحدیث: ۴۸۶، ج ۲، ص ۲۸۔ دارالفکر بیروت)

حضرت علامہ کفایت علی کافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الشَّافِی فرماتے ہیں:

دُعا کے ساتھ نہ ہووے اگر دُرود شریف
نہ ہووے حشر تلک بھی بر آور حاجات

---

(۱)...... یہ بیان مبلغ دعوتِ اسلامی و نگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ البَارِی نے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عظیم الشان سنتوں بھرے اجتماع میں بڑی گیارھویں شریف کے موقع پر جامع مسجد کنز الایمان بابری چوک (باب المدینہ) میں ۱۴۲۶ھ بمطابق 2005ء کو فرمایا۔ ضروری ترمیم واضافے کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

قبولیت ہے دعا کو درود کے باعث
یہ ہے درود کہ ثابت کرامت وبرکات

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شِیر خوار بچے کی گواہی

بنی اسرائیل میں جُریج نامی ایک عبادت گزار شخص تھا جس نے لوگوں سے الگ تھلگ ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی۔ ایک دن وہ اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی والدہ ماجدہ آئیں اور اسے آواز دی: "اے جُریج!" مگر جُریج سوچنے لگا کہ اب کیا کروں، پھر دل میں کہا: "اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔" اس نے نماز کو ترجیح دی اور والدہ کو کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن پھر اس کی ماں آئی تو وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہا تھا، ماں نے پکارا: "اے جُریج!" تو اس نے پھر دل میں یہی کہا: "اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔" اس بار بھی جریج نے نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے جواب نہ دیا۔ والدہ پھر چلی گئیں۔ تیسرے دن بیٹے سے ملنے آئیں تو اس بار بھی جریج نے نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے ماں کی پکار کا کوئی جواب نہ دیا۔ ماں کا دل دکھا اور دلِ پُر درد سے یہ الفاظ نکلے: "اے اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔"

بنی اسرائیل میں جریج کی عبادت وریاضت کا بڑا چرچا تھا، بنی اسرائیل کی ایک عورت بہت حسین وجمیل تھی، کہنے لگی کہ میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں گی۔ چنانچہ یہ عورت جریج کے پاس گئی مگر جریج نے کوئی توجہ نہ دی، جریج کی توجہ حاصل کرنے سے مایوس ہو کر وہ اس کے عبادت خانے میں اکثر آنے جانے والے ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے دامِ فریب میں گرفتار کر کے منہ کالا کرلیا اور جب اس کا ثمر نومولود بچے کی شکل میں ظاہر ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو بغیر تصدیق وتفتیش سب آپے سے باہر ہو گئے اور فوراً جا کر جریج کو عبادت خانے سے باہر نکال کر خوب زدوکوب کیا اور عبادت خانے کو بھی گرادیا۔ جب جُریج کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اس پر بدکاری کا الزام لگایا گیا ہے تو اس نے پوچھا: ''وہ بچہ کہاں ہے؟'' جب لوگ بچہ لے کر آئے تو جریج نے نماز پڑھی اور پھر اپنی ایک انگلی بچے کے پیٹ پر رکھ کر پوچھا: ''بتا تیرا باپ کون ہے؟'' تو بچے نے بتایا کہ اس کا باپ فلاں چرواہا ہے۔ اس پر بنی اسرائیل بڑے شرمسار ہوئے اور اپنے کئے کی معافی مانگی اور جریج (کے ہاتھ پاؤں) کو چومنے لگے اور عرض کی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں مگر جریج نے کہا کہ سونے کے بجائے اسے پہلے کی طرح مٹی ہی کا بنا دو۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاۃ وغیرھا، الحدیث: ۲۵۵۰، ص ۱۳۸۰)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت جریج کے حکم پر بِاِذنہٖ تعالیٰ بچے کے بول پڑنے سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے کلمات باذنِ پروردگار واقع ہو کر ہی رہتے ہیں۔ جیسا کہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں ﴿لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ﴾ کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بھروسے پر قسم اٹھالیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیۃ، الحدیث: ۲۷۰۳، ج ۲، ص ۲۱۳ ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ان نیک بندوں کو جن کا ربِّ ذُوالجلال کے ہاں بڑا مرتبہ ہے، ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کہتے ہیں۔

ولایت کی تعریف:

صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں: ”ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔“

(بہارِ شریعت، جلد ۱، حصہ ۱، ص ۲۶۴ ۔ مکتبۃ المدینۃ باب المدینۃ، کراتشی)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (مُتَوَفّٰی ۶۰۶ھ) وِلایت کی تعریف کرتے ہوئے کسی عارف باللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں: ”ولایت قربِ خاص کا نام ہے اور اللہ

عَزَّوَجَلَّ کا ولی وہ ہے جو اس قرب کی انتہا کو پالیتا ہے۔"

(التفسیر الکبیر، سورۃ یونس، تحت الایۃ: ٦٢، جلد ٦، ص ٢٧٦۔ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (پ ١١، یونس:٦٢)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِی "خَزَائِنُ الْعِرْفَان" میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ولی کی اصل ﴿وِلَاء﴾ سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ وَلِیُّ اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اُسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیا کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور مُعین و مددگار ہوتا ہے۔ مُتَکَلِّمِین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ

اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علما نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں، اولیا کی یہ صفت احادیثِ کثیرہ میں وارِد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تَعَالٰی کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔

وِلایت کسبی ہے یا عطائی؟

ولایت کی تعریف جان کر یقیناً ہر ایک اسلامی بھائی چاہے گا کہ وہ اس منصب

پر فائز ہو مگر یاد رکھنا چاہئے کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 146 صفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ مزاراتِ اولیا'' صفحہ 34 پر ہے کہ ولایت وہبی وعطائی ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ ایک انعام ہے، کسبی نہیں یعنی عبادت وریاضت کے ذریعے حاصل نہیں کی جاسکتی بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ البتہ! اعمالِ حسنہ اس کا ذریعہ اور سبب ضرور ہیں۔ چنانچہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن (مُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت کسبی نہیں، محض عطائی ہے۔ ہاں! کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں (یہ اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (پ ۲۱، العنکبوت: ۶۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے)۔'' (فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۶۰۶) اور صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت وہبی شے ہے، نہ یہ کہ اعمالِ شاقہ (یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ! غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔'' (بہارِ شریعت، جلد ۱، حصّہ ۱، ص ۲۶۴۔ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت اور صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ ولایت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک خاص فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ البتہ! نیک اعمال کرتے رہنا چاہیے تاکہ ہمارا پیارا ربّ عَزَّوَجَلَّ ہم سے راضی ہو کر ہمیں بھی اپنے اس خاص فضل و کرم کی بارش کا ایک قطرہ عطا فرمادے۔

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت جریج والی روایت سے ہمیں دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں (یعنی اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام) سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو عقل میں نہیں آسکتے اسے کرامت کہتے ہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ماں کی بددعا سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ لہٰذا آئیے پہلے ان دونوں باتوں کی کچھ تفصیل جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

کرامت کسے کہتے ہیں؟

عارف باللہ، ناصحُ الاُمّہ، حضرت سیِّدنا امام عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ) کرامت کی تعریف یوں فرماتے ہیں: ”کرامت سے مراد وہ خلافِ عادت امر ہے جس کا ظہور تحدّی و مقابلہ کے لئے نہ ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور و ظاہر ہو، وہ اپنے نبی کا مُتَّبِع، درست عقیدہ رکھنے والا اور نیک عمل کا پابند ہو۔“

(الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی فی الامور المہمۃ فی الشریعۃ، ج ۱، ص ۲۹۲۔ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

پیشکش: مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

خلافِ عادت امر کی مختلف صورتیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خلافِ عادت امر سے مراد وہ کام ہے جو عام طور پر کسی انسان سے ظاہر نہ ہوتا ہو مثلاً ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا وغیرہ افعال کہ عام طور پر آدمی نہ تو ہوا میں اُڑ سکتا ہے اور نہ ہی پانی پر چل سکتا ہے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفْحَہ 58 پر ہے: ''نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو اس کو اِرہاص کہتے ہیں (اور بعدِ نبوت ہو تو معجزہ) اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو اسے معونت کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو اِستدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے۔''

(بہارِ شریعت، حصّہ ۱، ج ۱، ص ۵۸۔ مکتبۃ المدینۃ، باب المدینۃ)

معجزہ اور کرامت میں فرق:

معجزہ اور کرامت میں کئی اعتبار سے فرق ہے۔ چند فرق بیان کئے جاتے ہیں:

﴿1﴾...... حضرت سیّدُنا امام ابوبکر فورک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے معجزات کو ظاہر کرنا لازم ہے مگر ولی کے لئے کرامت کو چھپانا ضروری ہے۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، ص ۳۷۹۔ دار الکتب العلمیۃ)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائینی عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۴۱۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”معجزات حضرات انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے سچے نبی ہونے کی دلیل ہیں اور نبوت کی کوئی دلیل کسی غیر نبی میں نہیں پائی جا سکتی جیسے پختہ ومحکم عقل عالم ہونے کی دلیل ہے جو غیرِ عالم میں نہیں پائی جا سکتی۔“ (الرسالة القشيرية، ص۳۷۸)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو طاہر قزوینی رَحمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ معجزہ وکرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”معجزہ کا ظہور تحدی (یعنی چیلنج) اور مقابلہ کے لئے ہوتا ہے جبکہ کرامت میں ایسا نہیں۔“

(حجة الله على العالمين، المقدمة، المبحث الاول، ص ۱۲ ـ مرکز اهل السنة بر کات رضا)

کرامت اور استدراج میں فرق:

محققِ اہلسنت، حضرت سیِّدُ نا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۵۰ھ) کرامت اور استدراج کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”ظُہورِ کرامت کے وقت، صاحبِ کرامت بزرگ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف طاری ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قہر سے اور زیادہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اُسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں استِدراج نہ ہو۔ لیکن اِستدارج والے کا معاملہ اس کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے۔ وہ اپنے استدراج کو دیکھ

کرانس وخوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اسی کا حقدار ہوں۔ اور اس کے سبب دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اس دھوکے میں آکر وہ خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عقاب وگرفت سے محفوظ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اپنے اُخروی انجام سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ پس اگر بندہ یہ حالات دیکھے تو وہ یقین کرلے کہ یہ کرامت نہیں، اِستدارج ہے۔'' (جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ۴۲ ملخصاً۔ مرکز اھل السنۃ برکات رضا)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن (مُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) 'فتاوی رضویہ شریف' جلد ۲۱، صفحہ ۵۵۷ پر سردارِ سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ حضرت قطبِ ربانی، محبوبِ یزدانی، مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رَحمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: ''خارق عادت اگر از ولی موصوف باوصاف ولایت ظاہر بود کرامت گویند و اگر از مخالف شریعت صادر شود استدراج۔ حفظنا اللہ و ایاکم۔ (ترجمہ) اگر اوصاف ولایت والے ولی سے خارق عادت ظاہر ہوں تو کرامت اور اگر مخالفِ شریعت سے صادر ہوں تو استدارج ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور آپ کو محفوظ فرمائے۔'' (لطائف اشرفیہ، لطیفہ پنجم، ج ۱، ص ۱۲۶)

ولی ہونے کے لئے کرامت ضروری نہیں:

حضرتِ سیِّدُنا عارف باللہ امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ

القَوِی (مُتَوَفّٰی ۴۶۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”ضروری نہیں کہ جو کرامت ایک ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہی کرامت تمام اولیاء کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہو بلکہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کرامت کا ظہور نہ بھی ہو تو اس کی ولایت کا انکار نہیں کیا جائے گا۔“

(الرسالۃ القشیریۃ، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۷۹ ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ولی کو کرامت کیوں ملتی ہے؟

محققِ اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”ولیُ اللّٰہ کو خلافِ عادت فعل (یعنی کرامت) اس لئے عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو خلافِ عادت بنالیتا ہے۔ یوں کہ جب اس کا نفس کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف کرتا ہے حتی کہ مباح (یعنی جائز) چیزوں سے بھی نفس کو دور رکھتا ہے۔ یوں ہی جب شیطان مختلف اشیا کو مزین کر کے اس کے نفس پر پیش کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کو ان اشیا سے پھیر دیتا ہے۔ اگر شیطان اس کو کسی واجب کے ترک پر آمادہ کرے تو وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ لہٰذا جب وہ اپنی ذات میں خلافِ عادت افعال سرانجام دیتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے دُنیا میں خلاف عادت کام پیدا فرما دیتا ہے۔“ (المرجع السابق، ص ۴۳ ملخصا)

ماں کی ناراضی خدا کی ناراضی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت جریج والی حکایت سے معلوم ہوا کہ

ماں کی ناراضی سے بچنا چاہئے، دیکھئے کہ حضرت جُرَیج کتنے بڑے عابد و زاہد تھے کہ ان کی پاکدامنی و براءت ثابت کرنے کے لئے ایک بچے کو قوتِ گویائی نصیب ہوئی مگر ماں کی بددعا ان کی آزمائش کا سبب بن گئی۔ اس سے یہ مَدَنی پھول بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہم کتنے ہی بڑے عابد و زاہد، مفتی و عالم اور نیک و پرہیز گار بن جائیں بس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں ماں ہے، ماں کی عزت و عظمت کو ہر وقت اور ہر گھڑی پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ماں باپ کو ہمیشہ راضی رکھا جائے، وہ کبھی ہم سے ناراض نہ ہوں۔ کیونکہ ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں والدین سے حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولینا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی "خزائنُ العرفان" میں فرماتے ہیں: ضُعف کا غلبہ ہو، اعضا میں قوت

نہ رہے اور جیسا تو بَچپَن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخِرِ عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔ یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے اور حسنِ ادب کے ساتھ ان سے خِطاب کرنا۔ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام وخادم آقا سے کرتا ہے۔ چنانچہ،

امام ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ان کی ماں نے بُلایا تو جواب دیتے وَقت ان کی آواز قدرے (یعنی تھوڑی سی) بُلند ہوگئی، اس وجہ سے انہوں نے دو غلام آزاد کیے۔ (حِلْیَۃُ الْاَولیاء، الحدیث: ۳۱۰۳، ج ۳، ص ۴۵۔ دار الکتب العلمیة)

دل دکھانا چھوڑ دیں ماں باپ کا
ورنہ اس میں ہے خسارہ آپ کا

(وسائلِ بخشش، ص ۲۶۸)

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ ماں باپ بالخصوص ماں کی بے ادبی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بالکل پسند نہیں خواہ اس کا کوئی ولی ہی کیوں نہ کرے اور جن لوگوں نے ماں کا ادب کیا اور اس کی خدمت کر کے دعائیں لیں تاریخِ اسلام میں ان کا نام چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہے۔

بیل کی نصیحت

ایک مدَنی منا نوْ ذو الحجۃ الحرام کو گھر سے باہر نکلا اور کھیت میں ہل چلانے والے ایک بیل کے پیچھے ہولیا کہ اچانک بیل اس مدنی منے کی جانب مڑا اور نام لے کر یوں مخاطب ہوا کہ اے فلاں! تم کھیل کود کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ مدنی منے نے بیل کو اس طرح کلام کرتے سنا تو خوفزدہ ہوکر فوراً گھر آیا اور چھت پر چڑھ کر دیکھا تو سینکڑوں میل دور میدانِ عرفات کا منظر دکھائی دیا جس میں حُجاج کرام گھروں سے دور رضائے رب الانام کے حصول کی خاطر جمع تھے۔ مدنی منے نے یہ دیکھا تو اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے میری پیاری امی جان! مجھے رضائے رب الانام کے لئے راہِ خدا میں وقف کر دیجئے اور مجھے بغداد شریف جا کر علمِ دین حاصل کرنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا فیضان حاصل کرنے کی اجازت عطا فرمایئے۔'' والدہ ماجدہ نے اس کا سبب پوچھا تو اس مدنی منے نے بصَد احترام سارا ماجرا عرض کر دیا۔

والدہ ماجدہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مَشِیّت و رضا پر لبیک کہا اور راہِ خدا کے اس ننھے مسافر کے لئے زادِ راہ تیار کرنا شروع کر دیا اور چالیس دینار اپنے لختِ جگر کی قمیص کے اندر سی دیئے۔ پھر سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے لختِ جگر سے وعدہ لیا کہ ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنا اور اس کے بعد اپنے

بیٹے کو یہ کہتے ہوئے اَلْوَدَاع کہا: ”جاؤ! میں نے تمہیں راہِ خدا میں ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا، اب میں یہ چہرہ قیامت سے پہلے نہ دیکھوں گی۔“

(بهجة الاسرار، ذكر طريقه رحمة الله تعالى عليه، ص١٦٧ ـ دار الكتب العلمية)

بچے کی پہلی درسگاہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ مِلّتِ اِسلامیہ کی ایک عظیم ماں نے اپنے مدنی منے کو راہِ خدا میں ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا اور ایک آج کی ماں ہے جس کی سوچ یہ بن چکی ہے کہ بچوں کو علمِ دین پڑھانے کے بجائے علومِ دنیاوی سے خوب آراستہ کرو تا کہ یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینا سیکھ سکیں۔ افسوس صد افسوس! ایسے بچے دنیاوی علوم سے خوب آراستہ ہو کر جب دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے قابل بنتے ہیں تو دنیا انہیں سب سے پہلا سبق یہی پڑھاتی ہے اگر ترقی کرنا چاہتے ہو تو ماضی کو بھول جاؤ اور صرف اپنی نگاہیں روشن مستقبل پر رکھو۔ چنانچہ اس دوڑ میں وہ سب سے پہلے بوڑھے ماں باپ سے جان چھڑاتے ہیں۔

آج ہر طرف یہی آواز آرہی ہے کہ بچے والدین کے نافرمان ہو گئے ہیں، ان کی اَخلاقی اَقدار کو تو گویا دیمک چاٹ گئی ہے، ان کی آنکھوں سے حیا مٹ چکی ہے، دنیاوی شان و شوکت اور آن بان ان کے دل و دماغ پر چھا چکی ہے۔ تو

پیارے اسلامی بھائیو! ایسے والدین کے بچوں سے مذہب وملت سے عدم دلچسپی کے جو واشگاف نعرے سننے کو ملتے ہیں یہ صرف اور صرف ان کی پہلی درسگاہ کی خطا کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر ان کی ماں اس ننھے ذہن پر کوئی ایسی خوبصورت عبارت کندہ کرتی جسکے نقوش کبھی نہ مٹتے تو آج یہ ذلت ونامرادی کے دن بھی نہ دیکھنے پڑتے۔

آج کی ماؤں کو دنیا نے اپنے دامِ فریب میں اس قدر جکڑ رکھا ہے کہ وہ اپنے بچوں سے دنیوی جاہ وجلال کی لمبی لمبی امیدیں باندھ کر دین اسلام کے زریں اصولوں کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ حالانکہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہی سبق آموز مدنی پھول ملتے ہیں کہ اللہ کی نیک بندیاں کبھی بھی اپنے بچوں کی تربیت سے غافل نہ رہیں۔ انہوں نے کبھی اس بات کا انتظار نہ کیا کہ بچہ بڑا ہو کر جب کسی مکتب ومدرسہ میں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوگا تو خود ہی اخلاقی قدریں بھی سیکھ جائے گا اور اسکی صحیح معنوں میں تربیت بھی ہو جائیگی۔ بلکہ وہ پہلے ہی دن سے اپنے بچوں کی عادتوں اور ان کے طور طریقوں کا مشاہدہ کیا کرتیں اور ہمیشہ درست سمت میں ان کی راہبری وراہنمائی کرتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بچے نہ صرف تابع فرمان ہوتے بلکہ زمانے کی پہچان بھی بنتے۔ چنانچہ،

راہِ خدا کا ننھا مسافر

ایک عظیم ماں نے جب رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر یہ کہتے ہوئے

اپنے لال کو خود سے جدا کیا: ”جاؤ! میں نے تمہیں راہِ خدا میں ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا، اب میں یہ چہرہ قیامت سے پہلے نہ دیکھوں گی۔“ تو راہِ خدا کا یہ ننھا مسافرِ علمِ دین حاصل کرنے کے جذبے سے سرشار اور اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی محبت کو سینے سے لگائے ایک چھوٹے سے قافلے کے ہمراہ سوئے بغداد چل پڑا، راستے میں ساٹھ ڈاکو قافلہ کا راستہ روک کر لوٹ مار کرنے لگے، انہوں نے کسی کو بھی نہ چھوڑا اور ہر ایک سے اس کا مال و اسباب چھین لیا مگر اس مدنی منے کو کم عمر جانتے ہوئے کسی نے کچھ بھی نہ کہا، پھر ایک ڈاکو نے پاس سے گزرتے ہوئے ویسے ہی پوچھا: کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ مدنی منے نے بے دھڑک جواب دیا: ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو نے مذاق سمجھا اور آگے چل دیا۔ اسی طرح ایک اور ڈاکو نے بھی اس مدنی منے کے پاس سے گزرتے ہوئے پوچھا تو اسے بھی مدنی منے نے یہی جواب دیا کہ اس کے پاس اس قدر دینار ہیں۔ جب یہ دونوں ڈاکو اپنے سردار کے پاس گئے تو اسے بتایا کہ قافلہ میں ایک ایسا نِڈَر مدنی منا ہے جو اس حال میں بھی مذاق کر رہا ہے۔ سردار نے مدنی منے کو بلانے کا کہا، وہ حاضر ہوا تو اس نے پوچھنے پر اب بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ سردار نے تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار مل گئے۔ مدنی منے کے اس سچ بولنے پر سب حیران ہوئے اور اس سے سچ بولنے کا سبب پوچھا تو مدنی منے نے جواب دیا کہ

میری والدہ ماجدہ نے گھر سے نکلتے ہوئے وعدہ لیا تھا کہ ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنا اور میں اپنی والدہ کے عہد کو نہیں توڑ سکتا۔ ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا اور کہنے لگا: ہائے افسوس! صد افسوس! یہ مدنی منا اپنی والدہ سے کئے ہوئے عہد کی پاسداری اس طرح کر رہا ہے اور ایک میں ہوں کہ کئی سالوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے عہد کی خلاف ورزی کر رہا ہوں۔ پس اس سردار نے روتے ہوئے راہِ خدا کے اس ننھے مسافر کے ہاتھ پر توبہ کرلی اور اس کے باقی ساتھی بھی یہ کہتے ہوئے تائب ہوئے کہ اے سردار! جب برائی کی راہ پر تو ہمارا سردار تھا اب نیکی کی راہ پر بھی تو ہی ہمارا راہنما ہوگا۔ (بهجة الاسرار، ذکر طریقه رحمة الله تعالی علیه، ص ۱۶۷)

پیارے اسلامی بھائیو! راہِ خدا کا یہ ننھا مسافر کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے پیارے مرشِد، پیروں کے پیر، پیرِ دستگیر، روشن ضمیر، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، پیرِ لاثانی، پیرِ پیراں، میرِ میراں، شیخ سید ابو محمد عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی تھے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سرکارِ بغداد، حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے ابھی راہِ خدا میں سفر کا آغاز ہی کیا تھا کہ اس ننھی سی عمر میں

صرف ماں سے کئے ہوئے وعدے کی لاج نبھانے کی برکت سے ساٹھ ڈاکوؤں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلی اور اگر بندہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے وعدے کی پاسداری کرنے لگے تو سوچئے کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ پس یہی وجہ ہے کہ ماں سے جو وعدہ کرکے آئے تھے کہ ہمیشہ سچ بولیں گے اور سچ ہی کا بول بالا کریں گے تو اس سچ کی برکت سے جب اس آفتابِ ولایت کا شہرہ عام ہوا تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں راہِ حق سے بھٹکے ہوئے لوگ راہِ راست پر آگئے اور ہر چھوٹے بڑے نے نہ صرف آپ کی ولایت کا اعتراف کیا بلکہ آپ کو اپنے سر کا تاج بھی سمجھا۔

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے

جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم

محققِ اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۵۰ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "جامع کراماتِ الاولیاء" میں حضرت محمد بن عمر ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے درمیان دمشق میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ نے گردن جھکالی، لوگوں نے سبب پوچھا تو ارشاد فرمایا: ابھی ابھی سید الاولیا، حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی محفلِ وعظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ"، یعنی میرا یہ قدم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ سن کر مشرق و مغرب تک ہر ولی نے اپنی گردن جھکالی ہے۔ ساتھیوں نے تاریخ نوٹ کرلی پھر کچھ دنوں بعد سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے متواتر یہ خبریں پہنچنا شروع ہو گئیں کہ واقعی آپ نے اس تاریخ کو یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۰)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

آفتابِ ولایت کی ضیا پاشیاں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عظیم مرتبہ ایسے ہی نہیں ملا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زندگی کے نشیب و فراز میں بہت سی مشقتیں برداشت کیں مگر کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ربِّ ذوالجلال کے کرم سے اپنی نگاہیں نہ ہٹائیں اور جب مشقت و ریاضت کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے تو ربّ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا کہ آپ نے آسمانِ ولایت پر آفتاب بن کر طلوع ہوتے ہی باقی تمام دَرَخْشَندہ ستاروں کی چمک دمک کو نورِ معرفت میں چھپالیا۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفُقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

پیارے اسلامی بھائیو! یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد بن عمر ابوبکر بن قوام عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ السَّلَام اکابر عارفین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الۡمُبِیۡن میں سے ہیں اور شام میں پیروں کے پیر شمار ہوتے ہیں مگر انہوں نے بھی ہمارے پیارے مرشد، پیروں کے پیر، پیرِ دستگیر، شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوۡرَانِی کے اعلان پر گردن جھکا دی، حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ایک خاص اور ممتاز مقام عطا فرما رکھا ہے کہ یہ اپنی نظر ولایت سے وہ سب کچھ دیکھ لیتے جس تک ایک عام انسان کی عقل و دانش کو رسائی نہیں۔ چنانچہ،

نظرِ ولایت کی تابانیاں:

ایک بزرگ شیخ ناسک علی بن سعید رَحۡمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیۡهِ فرماتے ہیں کہ میں نے جوانی کے دور میں ہی اپنے پیر و مرشد سیدنا ابوبکر بن قوام عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ السَّلَام کے ساتھ رہنے کا عہد کرلیا۔ ایک دن مجھے بیتُ المُقدَّس کی زیارت کا خیال آیا تو میں نے پیر و مرشد رَحۡمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیۡهِ سے حاضری کی اجازت چاہی، فرمانے لگے: "بیٹا! جوان ہو اور مجھے خوف ہے کہ کوئی خرابی نہ ہو جائے۔" میں نے روتے ہوئے منت سماجت کی تو انہوں نے مجھے یہ کہتے ہوئے اجازت عطا فرمائی کہ میرا سِرّ

(یعنی بھید) یوں تیری حفاظت کرے گا جس طرح لوہے کا پنجرہ حفاظت کرتا ہے۔

نیز فرمایا کہ جب دمشق کے دروازے پر محل کے سامنے پہنچو تو شیخ علی بن جمل رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا پوچھنا اور ان کی زیارت کرنا وہ اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں تلاش کرتے کرتے ان کے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو گھر سے ایک آدمی نکلا اور مجھے نام لے کر مخاطب کرتے ہوئے کہا: علی! تشریف لائیں، حضرت نے آپ کے متعلق وصیت فرمائی تھی کہ ایک علی نامی فقیر تمہارے پاس آئے گا وہ حضرتِ شیخ ابوبکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کا مرید ہے، میرے آنے تک اسے اندر آنے کی اجازت دے دینا۔ پس میں ان کے کہنے پر اندر جا کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ شیخ علی بن جمل رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لے آئے، میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا، انہوں نے خوش دلی سے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: علی! گزشتہ رات تمہارے پیر و مرشد میرے پاس تشریف لائے تھے اور تمہاری خبر گیری کے لیے کہا تھا، اب تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی کیونکہ تم یوں سرِ شیخ میں محفوظ ہو جیسے کوئی پنجرے میں محفوظ ہوتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں کچھ دن ان کے پاس ٹھہرا رہا، پھر بیت المقدس چلا، جب وہاں پہنچا تو شدید گرمی میں شہر سے باہر ایک شخص کو دیکھا، میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے جواب دیکر فرمایا: بیٹا! بہت دیر کر دی ہے، میں صبح سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ میں ڈر گیا تو انہوں نے میرا نام لے کر فرمایا: علی! ڈرو مت!

تمہارے پیر و مرشد نے خود آ کر مجھے تمہاری خبر گیری کے لئے کہا ہے۔ان کی یہ تسلی آمیز بات سن کر میرا خوف جاتا رہا اور میں ان کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا، انہوں نے میری خوب آؤ بھگت کی، میں کئی دن ان کا مہمان رہا، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے تھے اور ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے، پھر میں نے ان سے حضرت سیدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے مزارِ مبارک کی زیارت کرنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے کچھ دور تک چل کر مجھے الوداع کیا، راستے میں چار ڈاکوؤں نے مجھے گھیر لیا اور پھر اچانک وہ میرے پیچھے کسی کو دیکھ کر ڈر گئے، میں نے پیچھے دیکھا تو سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹے ہوئے ایک شخص کو کھڑا ہوا پایا، اس نے مجھے کہا: اپنا راستہ چلتے جائیے۔ میں چلتا گیا، وہ بزرگ حضرت سیدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا مزارِ مبارک قریب آنے تک میرے ساتھ رہے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں تمام زیارات کرکے واپس اپنے شہر لوٹا اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے میرے سفر کے تمام واقعات من وعَن بیان فرما دیئے اور فرمانے لگے کہ اگر وہ منہ لپیٹ کر آنے والا شخص نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے تک اتار لیتے۔ یہ سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ وہ نقاب پوش میرے مرشد حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام ہی تھے۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ۲۱۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کتنے بڑے بزرگ تھے، انہوں نے اتنے طویل سفر میں اپنے

مرید کی کس طرح حفاظت کی۔ مگر ہمارے پیارے مرشد، حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بات ہی نرالی ہے، حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام ہی کیا مشرق و مغرب کے تمام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے آپ کا اعلان سن کر اپنی گردنیں جھکا لیں، آپ نے یہ کلمات بغداد مُعلّٰی میں ارشاد فرمائے تھے مگر آپ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے میں موجود تمام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے نہ صرف سنی بلکہ اس پر لبیک بھی کہا۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 146 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ مزاراتِ اولیاء'' صَفْحہ 17 پر ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُضور نبیِّ کریم، رء ُوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میرا بندہ فرائض کی ادائیگی کے ذریعے جتنا میرا قرب حاصل کرتا ہے اس کی مثل کسی دوسرے عمل سے حاصل نہیں کرتا (ایک روایت میں یوں ہے: میرا بندہ کسی ایسی شئے سے میرا قرب نہیں پاتا جو فرض کو ادا کرنے سے زیادہ پسند ہو) اور میرا بندہ نوافل (کی کثرت) سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب مَیں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو مَیں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ سنتا ہے اور مَیں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور مَیں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور مَیں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے

مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں تردُّد نہیں جسے میں کرتا ہوں۔ میں کسی کام کے کرنے میں کبھی اس طرح تردُّد نہیں کرتا جس طرح جانِ مؤمن قبض کرتے وقت تردُّد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ج ۴، ص ۲۴۸۔ دار الکتب العلمیۃ)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی (مُتَوَفّٰی ۶۰۶ھ) نے ''تفسیرِ کبیر''، مُحقّق علی الاطلاق حضرت سیِّدُنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۰۵۲ھ) نے ''شرح فتوحُ الغیب'' اور حضرت سیِّدُنا قاضی عیاض رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (مُتَوَفّٰی ۵۴۴ھ) نے ''شفا شریف'' میں اس حدیثِ پاک کا معنی و مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ جب بندہ اپنے آپ کو اللہ ربُّ العزت کے عشق و محبت والی آگ میں جلا کر فنا کر دیتا ہے اور اسکا نفسانیت و انانیت والا زنگ اور میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور انوارِ الٰہیہ سے اس کا بدن منور ہو جاتا ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے انوار ہی سے دیکھتا ہے اور انہی کی بدولت سنتا ہے، اس کا بولنا انہی انوار کے ذریعے ہے اور اس کا چلنا پھرنا اور پکڑنا مارنا انہی سے ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کے مبارک الفاظ میں حدیثِ قدسی کا معنیٰ اور منصبِ محبوبیت کی عظمت کا بیان سنئے، آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ لَہٗ سَمْعًا سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ'' یعنی

اللہ ربُّ العزت کا نورِ جلال جب بندۂ محبوب کے کان بن جاتا ہے تو وہ ہر آواز کو سن سکتا ہے نزدیک ہو یا دور۔ ''وَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ لَہٗ بَصَرًا رَاَی الْقَرِیْبَ وَ الْبَعِیْدَ'' اور جب آنکھیں نورِ جلال سے منور ہو جاتی ہیں تو دور و نزدیک کا فرق ختم ہو جاتا ہے یعنی ہر گوشۂ کائنات پیشِ نظر ہوتا ہے۔ ''وَاِذَا صَارَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدًا لَہٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَ السَّھْلِ وَ الْقَرِیْبِ وَ الْبَعِیْدِ'' اور جب وہی نور بندے کے ہاتھوں میں جلوہ گر ہوتا ہے تو قریب و بعید اور مشکل و آسان میں اسے تصرف کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

(التفسیر الکبیر، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: ۹ تا ۱۲، ج۷، ص ۴۳۶۔ دار احیاء التراث)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کس طرح بے جان چیزوں کو اپنے ولیوں کے تابع فرمان کر دیتا ہے اور کس طرح اُن کو دور سے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا فرماتا ہے کہ اعلان بغداد میں ہوتا ہے اور جواب میں لبیک کہتے ہوئے گردنیں ملک شام میں جھک جاتی ہیں۔ یہ ہمارے پیارے مرشد حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کرامت ہے کہ آپ کی آواز سینکڑوں میل دور بھی ایسے ہی سنائی دیتی جس طرح محفل میں موجود تمام افراد سنتے۔ چنانچہ،

آوازِ مبارک کی کرامت:

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی مجلسِ مبارک میں شرکائے اجتماع بہت زیادہ ہوتے تھے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز مبارک

جیسی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی ویسی ہی دُور والوں کو سنائی دیتی تھی یعنی دور اورنزدیک والوں کے لئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز مبارک یکساں تھی۔

(بھجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، ص ۱۸۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دور و نزدیک تک یکساں آواز کا پہنچا دینا اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی کرامت ہے اور یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عطا کردہ ایک ایسا وائرلیس نیٹ ورک ہے جس پر عقلیں دنگ ہیں۔آج ہماری آواز بھی دنیا کے کونے کونے میں موجود لوگ سن لیتے ہیں مگر ہماری آواز سینکڑوں میل دور تک رسائی کے لئے جدید آلاتِ مواصلات کی محتاج ہے مگر **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی عطا سے اولیائے کرام کو اپنی آواز دور تک پہنچانے یا سننے کے لئے کسی آلے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ،

ھند کی بادشاہت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خواجہ غریبِ نواز سیدنا مُعین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی جوانی کے دنوں میں ملکِ خراسان کے دامنِ کوہ میں عبادت کیا کرتے تھے، جس وقت حضور غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا: ”**قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه**“ یعنی میرا یہ قدم ہر ولیُّ **اللہ** کی گردن پر ہے۔“ تو ادھر خواجہ غریبِ نواز

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنا سر جھکا دیا اور اتنا جھکایا کہ سر مبارک زمین تک جا پہنچا اور عرض کی: ''بَلْ قَدَمَاکَ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِی'' اے غوث الثقلین! آپ کا ایک نہیں بلکہ دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر۔

(سیرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، ص ۸۹)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! خواجہ غریبِ نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضور غوث پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پکار پر جس خوبصورت انداز میں لبیک کہا تو ہم دیکھتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ایسا رفیع مقام عطا فرمایا گیا کہ دنیا انہیں سلطانُ الہند کہتی ہے اور ان کی بادشاہت آج تک قائم ہے اور جس کو دیکھو خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضری دینا سعادت سمجھتا ہے۔

نہ کیوں کر سلطنت دونوں جہاں کی ان کو حاصل ہو
سروں پر اپنے لیتے ہیں جو تلوا غوثِ اعظم کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے مرشد حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام دیکھئے کہ بڑے بڑے اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام ان کو مرشد مانتے ہیں اور ان کی غلامی پسند کرتے ہیں۔

بارگاہِ غوثیت میں نذرانۂ اعلیٰ حضرت:

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجَدِّدِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ

احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے جو نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے اس میں سے کچھ اشعار مع وضاحت ملاحظہ فرمائیے:

غوثِ اعظم ، امامُ التُقٰی والنُقٰی
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

پیرِ پیراں، میرِ میراں، حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پرہیزگار، خدا ترس، پاکیزہ اور تقویٰ وطہارت کے مالک لوگوں کے امام ہیں اور آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت اور شان وشوکت کا مظہر ہیں۔

قُطب ابدال و ارشاد و رشدُ الرشاد
مُحیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قطب ہیں یعنی تمام جہاں آپ کے گرد گھومتا ہے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ابدال ہیں یعنی عاجز ولاچار اور بے بسوں کے فریاد رس ہیں۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد ہیں یعنی ایسے حاکم ہیں کہ سب ولی آپ کے محکوم ہیں اور سب آپ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رشد الرشاد ہیں یعنی اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو اعلیٰ درجات پر آپ ہی فائز کرتے ہیں۔

مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

راہِ طریقت کے مسافروں میں ہمارے پیارے مرشد، پیروں کے پیر، پیرِ دستگیر، روشن ضمیر، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، پیرِ لاثانی، شہبازِ لامکانی، الشیخ سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی مردِ کامل و اکمل ہیں اور معرفتِ ربانی میں آپ بے مثل و بے مثال ہیں۔

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیا
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے اس شعر میں **پیرِ پیراں، میرِ میراں**، سیدنا غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اسی کرامت کا ذکر کیا ہے کہ جس کا اظہار آپ نے بغداد معلی میں کیا تو روئے زمین کے تمام اولیائے کاملین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے مرشد، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، شیخ سید عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی کو **پیروں کا پیر** ایسے ہی نہیں کہا جاتا بلکہ آپ واقعی اس کے اہل بھی ہیں کیونکہ آپ میں وہ تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں جن کا کسی پیر و مرشد میں پایا جانا لازم و ضروری ہے۔ چنانچہ،

ولی کے لئے ایمان وتقویٰ شرط ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

(پ ۱۱، یونس: ۶۳، ۶۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے معلوم ہوا کہ متقین ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی ہوتے ہیں اور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو متقین کے امام ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کب شرفِ ولایت سے نوازا۔ چنانچہ،

شیر خوار روزہ دار:

حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی تو پہلے دن ہی سے سحری سے لے کر افطاری تک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے، گویا کہ روزے سے ہوں۔ چنانچہ،

سیدنا غوثُ الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا اُمُّ الخیر فاطمہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں کہ "جب میرا فرزندِ اَرجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان شریف میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا۔"

(بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ذکر نسبہ وصفتہ رضی اللہ تعالی عنہ، ص ۱۷۲)

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

شیخ ابوعبدالرزاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی کہ آپ کو اپنی ولایت کے بارے میں کب علم ہوا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ دس سال کی عمر میں جب میں مدرسہ جاتا تو فرشتوں کو دیکھا کرتا کہ وہ بچوں کو یہ کہتے: اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو۔

(بھجۃ الاسرار و معدن الانوار، ص ۴۸)

مُحْیُ الدِّیْن لقب کی وجہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مُحْیُ الدِّیْن (دین کو زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ آپ کے اس لقب کی ایک خاص وجہ ہے۔ چنانچہ،

مروی ہے کہ کسی نے آپ سے اس لقب کی وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں ایک دن برہنہ پاؤں بغداد آرہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک بیمار آدمی ملا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور بڑا ہی کمزور نظر آتا تھا، اس نے میرا نام لے کر سلام کیا اور قریب آنے کو کہا، جب میں قریب پہنچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کے لیے کہا، میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند اور توانا ہونے لگا،

رنگ وجسم پر تازگی چھانے لگی، میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا، پھر اس نے کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا: میں تمہارا دین ہوں، جو اس قدر نحیف ونزار ہو گیا تھا چنانچہ، آپ نے دیکھ لیا ہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وجہ سے از سرِ نو زندہ فرما دیا۔ آج سے تمہارا نام مُحیُ الدِّین ہو گا۔ اس ملاقات کے بعد جب میں جامع مسجد پہنچا تو لوگوں نے مجھے یا سیدی محی الدین کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے میرا یہ لقب نہ تھا۔ (زبدۃ الآثار مترجم، ص ۵۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بے شمار خصوصیات سے نوازا: آپ تمام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے سردار...... علم وعمل میں اپنی مثال آپ...... عبادت وریاضت میں یگانہ...... بے شمار خوارقِ عادات وکرامات کے حامل ہیں...... بچپن ہو یا جوانی یا ایامِ پیرانہ سالی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ساری زندگی اصلاحِ امت وفکرِ آخرت میں گزری...... آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تبلیغِ دین و اِحیائے سنّت کے لیے بھوک وپیاس برداشت کی اور نیکی کی دعوت کو عام کیا...... وعظ ونصیحت کے سنّتوں بھرے اجتماعات میں لوگوں کی شعوری وروحانی اور مذہبی وملّی اِصلاح فرمائی...... امتِ مسلمہ کے صالحین آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر رجوع الی الحق کے مرتبہ پر فائز ہوئے تو...... گناہوں کی نحوست میں مبتلا ہزاروں لوگ آپ

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نیکی کی دعوت سے متاثر ہو کر راہِ ہدایت کے مسافر بنے ...... اور لاکھوں غیر مسلم دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ،

تبلیغِ قرآن و سنّت کا حکم:

منقول ہے کہ سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار دورانِ سیاحت (سفر) ایک شخص نے مجھے ایک جگہ بٹھا کر یہ وعدہ لیا کہ جب تک وہ واپس نہ آئے یہاں سے کہیں نہ جائیے گا۔ میں اسی جگہ بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ نہ آیا، جب 12 ماہ کے بعد آیا تو مجھے اسی جگہ بیٹھا دیکھ کر پھر یہی وعدہ لے کر کہیں چلا گیا، تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ اور آخری بار جب وہ میرے پاس آیا تو اس کے ساتھ دودھ اور روٹی بھی تھی اور آتے ہی اپنا تعارف کچھ یوں کرایا: میں خضر ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ کھانا آپ کے ساتھ مل کر کھاؤں۔ ہم نے مل کر کھانا کھایا، فراغت کے بعد حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا کہ اب آپ سیاحت (سفر) ترک کر کے لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے بغداد چلے جائیں۔ (اخبار الاخیار، ص ١٢)

سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کرم:

ایک بار حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نے برسرِ منبر ارشاد فرمایا: مجھ پر ایک مرتبہ پیر کے دن ظہر سے پہلے حضور سید عالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرمایا اور اپنی زیارت کی دولت عطا فرمائی اور فرمایا: ”بیٹا! بیان کیوں نہیں کرتے؟“ میں نے عرض کی: ”اے میرے نانا جان (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! میں عجمی ہوں، فُصحائے بغداد کے سامنے کیسے بیان کروں؟“ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بیٹا! منہ کھولو۔“ میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے منہ میں سات مرتبہ لعابِ دہَن ڈال کر ارشاد فرمایا: ”لوگوں کے سامنے بیان کیا کرو اور انہیں عمدہ عمدہ حکمتوں اور نصیحتوں کے ذریعے راہِ خدا کی طرف بلایا کرو۔“ پھر میں نے نمازِ ظہر ادا کی اور بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہوگئے، مجھ پر ایک عجیب سا لرزہ طاری تھا کہ اچانک میں نے وجدانی کیفیت میں دیکھا کہ امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم میرے سامنے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ ”اے بیٹے! بیان کیوں نہیں کر رہے؟“ میں نے عرض کی: ”اے میرے والد! مجھ پر لرزہ سا طاری ہے۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اے میرے فرزند! اپنا منہ کھول۔“ میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لُعاب ڈالا، میں نے عرض کی: ”آپ نے سات بار کیوں نہیں ڈالا؟“ تو فرمانے لگے: ”رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ادب کی وجہ سے۔“ پھر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے اور میں نے بیان شروع کر دیا۔

(بھجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشی من عجائب، ص ۵۸)

علوم و فیوض شہنشاہِ طیبہ

ہیں سینے میں تیرے نہاں غوثِ اعظم

نیکی کی دعوت پر مشتمل پہلا بیان:

حضور غوثِ اعظم، قُطبِ ربانی، شیخ محیُ الدین سید عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نیکی کی دعوت عام کرنے کا آغاز ماہِ شوالُ المکرم ۵۲۱ سنہ ہجری میں بغداد مُعلیٰ کے مشرق میں موجود حَلْبَہ نامی محلے میں ہونے والے ایک عظیم الشان اجتماع میں سنتوں بھرے بیان سے کیا۔ (المرجع السابق، ص ۱۷۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزندِ ارجُمند سیدنا عبد الوہاب عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ التَّوَّاب فرماتے ہیں حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ۵۲۱ سنہ ہجری میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے جب بیان کو اشاعتِ دین کا ذریعہ بنایا تو ۵۶۱ سنہ ہجری تک یعنی چالیس سال تک مسلسل بڑی ثابت قدمی سے اس فریضہ کو سر انجام دیتے ہوئے مخلوقِ خدا کے دلوں کو رُشد و ہدایت کے مَدَنی پھولوں سے مہکاتے رہے۔ (بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ، ص ۱۸۴)

نیکی کی دعوت کا عظیم جذبہ:

حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں سوتے جاگتے مجھ پر بس اَمْرٌ بِالْمعروف وَنَہْیٌ عَنِ الْمُنکَر کی دُھن سوار رہتی اور میں تبلیغِ قرآن و

سنّت کے لئے اس قدر بے قرار رہتا کہ خود پر بھی اختیار نہ رہتا اور میرے پاس دو تین آدمی بھی ہوتے تو میں انہیں ہی قرآن و سنّت کی باتیں سنانے لگتا، پھر میرے پاس لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہونے لگا کہ مجلس میں جگہ باقی نہ رہی۔ چنانچہ میں عیدگاہ چلا گیا اور وعظ و نصیحت کرنے لگا، وہاں بھی جگہ تنگ ہوگئی تو لوگ منبر شہر سے باہر لے گئے اور بے شمار مخلوق سوار و پیدل آتی اور اجتماع کے باہر اِرد گرد کھڑی ہو کر وعظ سنتی حتی کہ سننے والوں کی تعداد ستر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۲)

حضور غوثِ اعظم کا مدنی مقصد:

حضرت عبد اللہ جانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ محیُ الدین سید عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نے ارشاد فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ میں پہلے کی طرح اب بھی جنگلوں میں رہا کروں تاکہ میں لوگوں کو دیکھوں نہ وہ مجھے دیکھیں۔ مگر منشائے ایزدی یہ تھی کہ میں مخلوقِ خدا میں رہ کر انکی اصلاح کا ساماں کروں لہٰذا میں نے رضائے ربُّ الانام کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ بس پھر مجھ پر ربّ کا اتنا کرم ہوا کہ پانچ سو سے زائد یہودیوں اور عیسائیوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زائد آوارہ لوگوں کو توبہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

(بهجة الاسرار، باب ذکر وعظه، ص ۱۸۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْہ خیر خواہی اور اصلاحِ امّت کے جذبے کے تحت پیغام حق کو عام کرنے میں کیسے پیش پیش رہے۔آپ نے وعظ و نصیحت کے لیے کسی بڑے مجمع یا جمِ غفیر کا انتظار نہیں کیا بلکہ جب اور جہاں موقع میسر آیا نیکی کی دعوت پیش کر دی۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس طرح لوگوں کی جسمانی و روحانی اقدار کی تربیت کی وہ اپنی مثال آپ ہے اور رہتی دنیا تک آپ کی یہ خدمات یاد رکھی جائیں گی۔دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت لوگ گزرے ہیں اور انہوں نے تبلیغِ دین میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسی ہستی ہیں کہ جب تبلیغِ قرآن وسنت کے لئے بیان کا آغاز کرتے تو روئے زمین کے تمام اولیائے کرام ہمہ تن گوش ہو جاتے۔چنانچہ،

شرکائے اجتماع:

منقول ہے کہ سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب وعظ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے ہی رُوئے زمین میں جس قدر اولیائے کرام تھے خواہ وہ اجتماع میں موجود ہوتے یا نہ ہوتے سب خاموش ہو جاتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے کے بعد تھوڑی دیر سکوت فرماتے اور پھر بیان کا آغاز فرماتے اور اتنی دیر میں اجتماع میں اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ جس قدر لوگ نظر آ رہے ہوتے اس سے کہیں زیادہ سامعین و حاضرین ایسے

ہوتے جو ظاہری آنکھ سے نظر نہ آتے۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جنات بھی آپ کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہے بلکہ جب آپ منبر شریف پر تشریف فرما کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے تو وہ بھی کشاں کشاں حاضرِ خدمت ہو جاتے۔ چنانچہ،

جنات کی شرکت:

شیخ ابوزکریا یحیی بن ابی نصر صحراوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ جنات کی حاضری کے لئے وظیفہ پڑھا مگر کوئی جن فوراً حاضر نہ ہوا اور حاضری میں کافی دیر کر دی، میں بڑا حیران ہوا، جب کچھ دیر کے بعد وہ میرے پاس آئے تو میں نے تاخیر کا سبب پوچھا، کہنے لگے کہ "شیخ عبد القادر جیلانی، قطب ربانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان فرما رہے ہوں تو ہمیں نہ بلایا کریں۔" میں نے پوچھا: "وہ کیوں؟" بولے کہ "ہم حضور غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اجتماع میں حاضر ہوتے ہیں۔" میں نے پوچھا: "کیا تم بھی ان کے اجتماع میں جاتے ہو۔" تو انہوں نے بتایا: "جی ہاں! ہماری تعداد وہاں موجود لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے، ہمارے بہت سے گروہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر کے حضور غوث پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ پر توبہ کر لی ہے۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ص ۱۸۰)

بحرِ شریعت وطریقت کے مالک:

قُطبِ شہیر، سیدنا احمد رفاعی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے مروی ہے کہ ''شیخ عبد القادر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ ایسی ہستی ہیں جن کے دائیں طرف بحرِ شریعت اور بائیں طرف بحرِ حقیقت ہر دم رواں دواں رہتا ہے، جہاں سے چاہتے ہیں پیتے ہیں اور ان کا کوئی ثانی بھی نہیں۔''

(بہجۃ الاسرار، ذکر احترام المشائخ والعلماء لہ وثنائھم علیہ، ص ۴۴۴)

کِس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سِلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

علم کا درجہ کمال:

ایک دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے اجتماع میں کسی قاری نے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی آپ نے اس کی ایک تفسیر بیان کی پھر دوسری پھر تیسری حتی کہ حاضرین کے علم کے مطابق اس کی گیارہ تفسیریں بیان کیں، پھر دوسری تفاسیر کو شروع فرمایا حتی کہ چالیس تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کی سند متصل اور دلیل اور ہر دلیل کی ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ اہل اجتماع غرقِ حیرت و تعجب ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا: اب ہم قال کو چھوڑ کر حال میں آتے ہیں پھر آپ نے کلمہ شریف پڑھا اس کلمۂ توحید کا زبان سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل میں اضطراب

موجزن ہوا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۱)

فتنہ وفساد کا دور:

ہمارے پیارے مرشد، سیدنا غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دین کا کام ایسے وقت میں شروع کیا کہ چہار سو فتنہ وفساد کا دور دورہ تھا، اس زمانے میں جنگجو سلاطین اور عباسی خُلَفا کی باہمی کشمکش عروج پر تھی، کبھی خلفا کی رضامندی اور کبھی مخالفت و ناراضی سے یہ عباسی سلاطین حکومت پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لیے آپس میں برسرِ پیکار تھے اور مسلمانوں کو بے دریغ ایک دوسرے کا خون بہانے سے روکنے والا کوئی نہ تھا، بے راہروی عام ہو چکی تھی، منبر و محراب کا تقدس پامال ہو چکا تھا، مسجدوں میں نمازی تو تھے مگر نماز کی حقیقت جاننے والے ناپید ہوتے جا رہے تھے اور جو گنتی کے حقیقت آشنا لوگ تھے وہ انسانوں کے ساتھ رہنے کے بجائے درندوں کے ساتھ ویرانوں اور جنگلوں میں رہنے کو ترجیح دے رہے تھے، لوگوں کا اندازِ زندگی بدل چکا تھا، ملت اسلامیہ زبوں حالی کا شکار تھی کہ ان نامساعد حالات میں ہمارے پیارے پیارے مرشد، حضور غوث پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بغداد شریف میں جلوہ گر ہوئے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست پر لانے کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم وعمل اور اعلیٰ اخلاق و کردار کی جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا آپ نے ان کی بدولت ترویج وتبلیغِ اسلام کا ایسا ڈنکا بجایا کہ چہار سُو رُشد و ہدایت کا بول بالا اور ظلمت و جہالت کا منہ کالا ہو گیا۔

فیضانِ غوثِ اعظم:

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولھا تیرا

ظلمت و جہالت نے جب بھی سر اٹھانے کی کوشش کی حضور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے کسی مریدِ صادق کے ذریعے اس پر ایسا قادری تازیانہ ثبت کیا کہ بحرِ غوثیت سے فیض یافتہ نیکی کی دعوت کا یہ سیل رواں انہیں بہا کر لے گیا۔ چودھویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں جب ظلمت و استبداد نے اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کی تو بارگاہِ غوثیت کے پروردہ یعنی امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن خم ٹھونک کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ، فرماتے ہیں:

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

ہند میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے جو نعرۂ غوثیہ بلند کیا تھا اس کی باز گشت آج تک باطل کے ایوانوں میں گونج رہی ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تا قیامِ قیامت رہے گی۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یعنی پندرھویں صدی ہجری میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بے عملی کا شکار ہے۔ لوگ برائیوں کے عادی ہوتے جا رہے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ لوگ بھاگ بھاگ کر جہنم میں لے جانے والے اعمال کو بڑی خوشی سے سینے سے لگا رہے ہیں۔ مثلاً بہتان، تہمت، غیبت، چغلی، خون خرابہ، جوا، چوری، زنا، حیا سوز مناظر پر مشتمل فلمیں، ڈرامے، گانے باجے، سود و رشوت کا لین دین، ماں باپ کی نافرمانی، امانت میں خیانت، بدنگاہی، عورتوں کی مردوں اور مردوں کی عورتوں سے

مشابہت، غرور وتکبر، حسد، ریاکاری، بغض وکینہ، نماز وروزہ میں غفلت، الغرض ایسا کون سا برا کام ہے جو آج کل عام نہیں۔ اور شیطان کے اس وار نے تو کہیں کا نہیں چھوڑا کہ "ابھی نہیں کل یہ نیک کام کرلیں گے، ابھی تو عمر پڑی ہے" ہائے افسوس! اس شیطانی سوچ سے متاثر ہونے والے نادانوں کو خبر نہیں کہ

تجھے پہلے بچپن میں برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے آ کے کیا کیا ستایا
اجل کردے گی تیرا بالکل صفایا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان ناگزیر و نامساعد حالات میں پھر ایک ایسے پاکیزہ ماحول کی ضرورت پیش آئی تو بارگاہِ غوثیت کا قلمدان حرکت میں آیا اور اس بار جس ہستی کے نام قرعہ نکلا وہ کوئی اور نہیں شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه ہیں۔ جنہوں نے ستمبر 1981؁ بمطابق ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۰۱؁ میں اصلاحِ امت کے جذبے سے سرشار ہوکر باب المدینہ (کراچی) میں قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی" کی بنیاد رکھی۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم، جذبۂ اتباعِ قرآن وسنّت و اِحیائے سنّت، زہد وتقویٰ، صبر وشکر، حسنِ اخلاق، دنیا سے بے رغبتی، خیرخواہیٔ مسلمین

ایسی صفات میں یادگارِ اسلاف ہیں۔آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے قول وفعل اوراخلاق وکردار سے یہ عظیم مدنی مقصد دیا ہے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ اس مدنی مقصد پر عمل سے چہار سو سنّتوں کی بہار نظر آرہی ہے۔بے نمازی نمازی، نافرمان تابع فرمان، نازیبا حرکتوں کی وجہ سے ذلت کی نظر سے دیکھے جانے والے چہرے لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن گئے ہیں۔کفر کے اندھیروں میں بہت سے بھٹکنے والوں کو نورِ اسلام کی دولت نصیب ہوئی تو دنیا کی رنگینیوں کی طلب میں مارے مارے پھرنے والے گنبد خضرا وکعبۂ مُشرفہ کے شیدائی ہو گئے، دنیا کے عارضی نقصان میں رونے والی آنکھوں سے خوفِ خدا وفکرِ آخرت کی بدولت آنسوؤں کا اک سیلاب امنڈ آیا۔الغرض دعوتِ اسلامی کا مدنی کام جسکا آغاز بابُ المدینہ کراچی سے ہوا آج اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم اور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظرِ عنایت سے شہر بہ شہر، ملک بہ ملک بڑی سرعت کے ساتھ عام ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مشکبار مدنی ماحول میں گاہے گاہے ایسے ایمان افروز واقعات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں جن سے دل و دماغ منور اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔جیسا کہ کسی مریض کو شفا مل گئی، بے اولاد کو اولاد کی دولت مل گئی، کسی بھٹکے

ہوئے کو راہِ ہدایت مل گئی، کفر وضلالت کی اندھیر وادیوں میں بھٹکنے والوں کو دولتِ ایمان اور عزت وتکریم مل گئی۔ چنانچہ، ایک ایمان افروز بہار پیشِ خدمت ہے۔

ایک کورین کا قبولِ اسلام

سنّتوں کی تربیت کا عاشقانِ رسول کا ایک مدنی قافلہ کوریا کے ایک علاقے میں گیا وہاں پر ایک غیر مسلم کورین نے مدنی قافلے کو دیکھ کر پوچھا، کیا آپ لوگ مسلمان ہیں؟ مدنی قافلے والوں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں اس نے پوچھا یہ سر پر کیا باندھا ہوا ہے؟ جواب دیا۔ یہ عمامہ شریف ہے جو کہ ہمارے پیارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّت ہے۔ اسی طرح اس نے داڑھی شریف کے بارے میں سوال کیا جواب ملا یہ بھی ہمارے میٹھے میٹھے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی میٹھی سنت ہے۔ وہ کہنے لگا: میں نے اسلام کو کتابوں میں پڑھا تھا مگر نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا۔ آج پہلی بار اسلام کی عملی تصویر نظروں کے سامنے آئی جو دل کو بے حد بھلی لگی مہربانی فرما کر مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے کی کس قدر برکتیں ہیں کہ عاشقانِ رسول کے نورانی داڑھیوں اور پُرنور عماموں سے جگمگاتے نور برساتے دلربا چہروں کی زیارت کی برکت سے وہ کورین کافر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ سب نیکی کی دعوت، انفرادی کوشش، مدنی قافلوں

میں سفر، سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت اور مدنی انعامات پر عمل ہی کا فیضان ہے کہ جس دور میں حق بات کہنا مشکل، حق پر عمل کرنا مشکل، حق کی تشہیر مشکل ہے۔ ایسے دور میں مشکبار مدنی ماحول کی برکتوں سے لوگ سرتاپا سنّتوں کے پیکر بن گئے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زندگی بے حد مختصر ہے ہم لحہ بہ لحہ موت کے قریب ہوتے چلے جارہے ہیں، عنقریب ہمیں اندھیری قبر میں اتار دیا جائے گا، نجات تمام جہاں کے پالنے والے خدائے اَحکم الحاکمین عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور مومنین پر رحم و کرم فرمانے والے نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کے اتباع میں ہے۔ اپنی زندگی کے ان نادر لمحات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے کاموں میں صرف کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اس کے لیے اپنی اور ساری دنیا کی اصلاح کا جذبہ لیے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہوں گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں استقامت کی دولت عطا فرمائے۔

آمین یاربَّ العالمین